

قوموں کا عروج و زوال

قرآن کے آیتنہ میں

از طیب شاہین لودھی

قوموں کا عروج و زوال، اسباب و عوامل کے ضابطوں کے اسی طرح تابع ہے جس طرح افراد۔ فرد کو اپنی بد عملی کی پاداش میں جس طرح دنیا اور آخرت میں خمیانہ بھگنا پڑتا ہے اسی طرح قومیں اپنی فکر و نظر کی گمراہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق قرار پاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت کے مطابق اپنی فکر و عمل کو ڈھالنے والی قوم اس کے انعامات کی حقدار بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اصولوں کا ان بار بار اپنے رسولوں کی معرفت کر دیا ہے :

اور یاد رکھو تمہارے رب نے خیر دار کر دیا
تھا کہ اگر تم شکر گزار بنو گے تو میں تمہیں اور زیادہ
نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کر دو گے تو میری

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَإِنْ شَكَرْتُمْ
لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَإِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي
لَشَدِيدٌ -

سزا بہت سخت ہے۔

(ابراہیم - ۷)

قوموں کے عروج و زوال کے یہ اصول اس قدر اٹل ہیں کہ کوئی قوم بھی اپنی فکر و نظر کی گمراہی اور بد عملی کی پاداش سے نہ بچ سکی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت سے انہیں کوئی تدبیر محفوظ نہ رکھ سکی، کیونکہ

اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ - (یونس - ۶۴)

اور ہمارے طریق کار میں تم کوئی تغیر نہ
پاؤ گے۔

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا -

(بنی اسرائیل - ۷۷)

یہ تھا طریق کار پہلے گزرے ہوئے لوگوں
کے بارے میں اور تم اللہ تعالیٰ کے طریق کار میں

سُنَّتِ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ -

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا -

کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

(الاحزاب - ۶۲)

ان اصولوں کو ذہن میں رکھ کر جب ہم قرآن کریم کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے اوراق میں ہمیں متعدد قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں ایک عبرت انگیز پیرائے میں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ قرآن اپنے قاری سے مطالبہ کرتا ہے کہ قوموں کی داستانوں کو محض قصے کہانیاں سمجھ کر ان سے سرسری انداز میں نہ گزر جاؤ بلکہ دل کی آنکھیں کھول کر عبرت حاصل کرو۔ مغضوب اقوام پر ہر نازل شدہ عذاب کو محض فلسفیانہ نقطہ نظر سے نہ دیکھو اور ان کو مومسوں کے تغیر و تبدل اور فطرت کے طبعی عوامل پر محمول نہ کرو۔ عروج و سقوط کی ان داستانوں میں دراصل پاداش عمل کے اصول پنہاں ہیں۔ قرآن میں متنبہ کرتا ہے کہ ہم جب ان قصص کو پڑھیں تو اپنی روش کا بھی جائزہ لیں کہ کہیں ہم بھی اسی راستے پر تو گامزن نہیں ہو گئے جو تباہ کن اور ہولناک گھاٹیوں میں جا کر ختم ہوتا ہے، جہاں سے واپسی ممکن نہیں اور تباہی یقینی ہے۔

كَلَّا اِنَّهَا تَذٰكِرٌ لَّا تُخَفِّنُ شَاۓَ ذٰكِرًا
ہرگز نہیں، یہ تو ایک یاد دہانی ہے جس کا جی

(عس - ۱۱ - ۱۲)

چاہے اس سے نصیحت پکڑے۔

قرآن کا مقصد ہے کہ انسان ماضی کے آئینے کو سامنے رکھ کر اپنے حال اور مستقبل کی اصلاح کرے اور سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ خدا کی باطنی قوموں کی روش ترک کر کے انبیاء کرام کی لائی ہوئی ہدایت کو مشعل راہ بنایا جائے۔ قرآن پاک کی اس آئینہ نمائی کی چند جھلکیاں ذیل میں ملاحظہ ہوں:-

اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا
اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ
کہ ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے
قَبْلِهِمْ - كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ
گزر چکے ہیں۔ وہ زمین میں ان سے زیادہ
قُوَّةً وَّاَثَارًا فِي الْاَرْضِ مِنْ - فَاَخَذَهُمُ
طاقت وراور با اثر تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں
اِنَّهُمْ يَدُلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَمَا كَانْ لَهُمْ مِّنْ اِلٰهِ مِّنْ
ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا اور ان کو
ذٰقٍ - (المؤمن - ۲۱)

اَنلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ
پھر کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں
كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ -
کہ ان قوموں کا انجام انہیں نظر نہ آیا جو ان سے
پہلے گزر چکی ہیں؟

(یوسف - ۱۰۹)

قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ
کہو، زمین میں ذرا چل پھر کر دیکھو مجرموں

کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

پس دیکھو ان مفسدوں کا کیا انجام

ہوا۔

اور ان سب لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا

جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس دیکھو لو

کہ جن کو متنبہ کیا گیا تھا ان کا کیا انجام ہوا۔

اُس نے (یعنی فرعون نے) اور اس کے

لشکروں نے زمین میں بغیر کسی حق کے اپنی بڑائی

کا گھنڈا کیا اور سمجھے کہ انہیں کبھی ہماری طرف

پلٹنا نہیں ہے۔ آخر کار ہم نے اسے اور اُس

کے لشکروں کو کپڑا اور انہیں سمندر میں پھینک

دیا۔ اب دیکھو لو ظالموں کا کیسا انجام ہوا۔

کیا ان لوگوں کو اپنے پیش روؤں کی

تاریخ نہیں پہنچی؟ نوح کی قوم۔ عاد۔ ثمود۔

اور ابراہیم کی قوم اہل مکہ اور وہ بستیاں

جنہیں الٹ دیا گیا۔ اُن کے رسول اُن کے

پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے پھر یہ الٹ

کا کام نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے

اد پر ظلم کرنے والے تھے۔

اور یہ تھے عاد۔ اپنے رب کی آیات سے

انہوں نے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی

بات نہ مانی اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی کرتے

رہے۔ آخر کار دنیا میں بھی اُن پر پھسکار پڑی

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ - (النمل - ۶۹)

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

(الاعراف - ۱۰۳)

وَاعْرَفْنَا الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَانظُرْ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ -

(یونس - ۷۳)

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِخَيْرِ

الْحَقِّ وَظَبُؤًا أَنهَذَا لَئِن لَّا يَرْجِعُونَ

فَاخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ

فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ -

(التقصص - ۳۹-۴۰)

الْحَرِيَّاتِ هَهُمْ نَبَأَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَ

أَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ أَتَتْهُنَّ

رُسُلُهُنَّ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ يظِلَّهُنَّ

وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُنَّ يظِلُّونَ -

(التوبة - ۷۰)

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

وَإِعْوَا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرًا كُلَّ جَبَّارٍ

عَنِيدٍ وَاتَّبَعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ - ہمد ۵۹-۶۰

اور قیامت کے روز بھی۔

پس کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے بناہ کیا اور آج وہ اپنی چھتوں پر اٹھی پڑھی ہوئی ہیں۔ کتنے ہی کنوئیں بیکار اور کتنے ہی قصر کھنڈ رہنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں مگر وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اور اُس بستی پر تو ان کا گز رہا ہو چکا ہے جس پر بدترین بارش برساتی گئی تھی۔ کیا انہوں نے اُس کا حال دیکھا نہ ہو گا؟ مگر یہ تو موت کے بعد دوسری زندگی کی توقع ہی نہیں رکھتے۔

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے کیا کیا ستونوں والے عمارتوں کے ساتھ جس کے مانند ملکوں میں کوئی قوم پیدا نہیں کی گئی تھی، اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں، اور فرعون میخوں والے کے ساتھ جنہوں نے ملکوں میں سرکشی کی روش اختیار کی اور فساد کی انتہا کر دی۔ پس تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ بے شک

فَكَانَ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
فِيهَا خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيُرِيهَا مَعْظَلَةٌ
وَقَعْرٌ مَشِيدٌ - أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
فَتَكُونْ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ
أَذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ
وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ -

(الحج - ۲۵ - ۲۶)

وَلَقَدْ آتَوْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي آمَطْرَتْ
مَطْرَ السَّوْعِ - أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرُونَهَا بَلْدًا
مَاتُوا إِلَّا يَرْجُونَ نَشُورًا -

(الفرقان - ۴۰)

الْمُتْرَكِيَّةَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِ إِمْرَمَ
ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي
الْبِلَادِ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ
بِالْوَادِ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ
طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَاكْثُرُوا فِيهَا الْفَسَادَ
فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ -
إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ -

(الغجر - ۶ - ۱۴)

تیزا رب گھات میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قوموں پر دنیاوی عذاب کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان کی وضاحت کرتے ہیں۔

قوم نوح:-

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام آسائشوں سے نوازا۔ لیکن اس کے باوجود یہ بد بخت قوم شرک جیسی عظیم گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ پھر اس قوم کے اندر شرک کے باعث دوسری بے شمار اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی گمراہیوں نے جنم لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی فمائش کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ آپ ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔ ان کی ایک ہی پکار تھی کہ

يَقَوْمِ اَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِهٖ
اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ
اے میری قوم خدا کی بندگی اختیار کرو،
اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تمہارے
معاطفے میں ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب
(الاعراف - ۵۹)

سے ڈرنا ہوں۔

اس کے جواب میں قوم کے سرمایہ دار اور خوشحال لوگوں نے ان کا تمسخر اڑایا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو گمراہ کن نظریات سے تعبیر کیا اور الزام لگایا کہ وہ ان نظریات کے ذریعے اپنی قوم پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کے یہ اعتراضات نقل فرمائے ہیں:-

اِنَّا لَنَدْرٰكَ فِيْ صَلَٰلٍ مُّبِيْنٍ -
ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی
میں مبتلا ہو۔
(الاعراف - ۶۰)

مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ
عَلَيْكُمْ -
تم ہی جیسا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری
حاصل کرے۔
(المؤمنون - ۲۴)

اور یوں قوم کے سرمایہ داروں اور سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام کی اصلاح کی کوششوں کی بے حد مخالفت کی اور وہ سرکشی اور بغاوت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کو سنگسار کر

دینے کی دھمکی دی۔

قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيْنَا مَاءٌ غَمَامًا
لَآتَيْنَاكَ عَذَابًا مِنْ دُونِ ذَلِكَ
أَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ نُجُومًا كُنُوزًا
أَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ نُجُومًا كُنُوزًا
أَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ نُجُومًا كُنُوزًا
أَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ نُجُومًا كُنُوزًا

اور ان ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہماری گمراہیوں اور بد اعمالیوں کی پاداش میں جس عذاب کی تم ہمیں دھمکی دے رہے ہو وہ لے آؤ۔

قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَكُنتَ
مِنَ الْمُجْرِمِينَ
قَالَ نَبِيُّكُمْ يَأْتِيَ بِنُوحٍ فَكُنتَ
مِنَ الْمُكذِبِينَ
قَالَ نَبِيُّكُمْ يَأْتِيَ بِنُوحٍ فَكُنتَ
مِنَ الْمُكذِبِينَ

ان لوگوں نے کہا کہ اے نوح تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت کر لیا۔ اب تو بس وہ عذاب لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔

(ہود - ۳۲)

آخر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دی ہوئی مہلت ختم کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام صدیوں اس قوم کو اللہ کے عذاب سے بچانے کی کوشش کرتے رہے اور ہدایت الہی کے مطابق ان کے نظریات کی تطہیر کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن جب یہ لوگ اپنے خانہ ساز اور گمراہ نظریات اور شرک پر مبنی اعمال پر زیادہ متشدد ہو گئے اور ان کی اصلاح اور نصیحت پذیری کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو اللہ کے عذاب نے انہیں آیا اور ایسی ایسی جگہوں سے عذاب الہی کے چٹھے پھوٹ پڑے جہاں سے اس کے آنے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ ایک ایسا ہولناک سیلاب ان پر چھا گیا کہ اس خطہ زمین پر کوئی مجرم اپنی جان نہ بچا سکا۔ خود حضرت نوح علیہ السلام کے سرکش اور نافرمان اور گمراہ بیٹے نے بھاگ کر پہاڑوں پر پناہ لینے کی کوشش کی، مگر خدا کے عذاب کی موجوں نے اُسے پہاڑ کی بلندی پر بھی جا کر گھیر لیا۔ پھر حضرت نوح کی نگاہوں کے سامنے طوفان نے اسے نکل لیا اور ایک برگزیدہ رسول بھی اپنے بد کردار بیٹے کو اس کی بد عملی کی پاداش سے نہ بچا سکا۔

قوم سبا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے کئی سو برس پہلے، قوم سبا اپنے زمانے کی انتہائی ترقی یافتہ قوم تھی۔ اہل سببانے دریاؤں پر بند باندھ کر نہروں کا جال بچھا دیا تھا۔ دنیا کی دوسری اقوام کے ساتھ تجارتی روابط استوار کیے تھے۔ لیکن مادی ترقی کے عروج کے ساتھ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے

سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار کر لیا۔ انہوں نے مادی ترقی کو ہی زندگی کا منتہائے نظر اور مقصود سمجھ لیا اور ہدایت الہی کو پس پشت ڈال دیا۔ وہ آخرت کی زندگی اور خدائے بزرگ و بڑے کے سامنے جو ابد ہی کے منکر ہو گئے اور انہوں نے اس نظام زندگی کو رد کر دیا جس کی بنیاد وحی الہی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا اور پھر وہی دریا جن کا راستہ روک کر انہوں نے بڑے بڑے بند تعمیر کیے تھے، اور ان سے اپنی سر زمین کو لہلہاتے کھیتوں اور باغات میں تبدیل کیا تھا، اُن کے لیے عذاب کا باعث بن گئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:-

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ - سبا کے لیے اُن کے اپنے مسکن ہی میں ایک

نشانی موجود تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں۔

جَنَّاتٍ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ - كَلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ

کھاؤ اپنے رب کا رزق اور شکر بجا لاؤ اس

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ - بَلَدًا طَيِّبَةً

کا۔ ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پروردگار ہے

وَرَبُّ غَفُورٌ - نَاعِرٌ ضَوًّا فَاسَلْنَا عَلَيْهِمْ

بخشش فرمانے والا۔ مگر وہ منہ موڑ گئے۔

سَبِيلَ الْعَرَمِ رَدَدْنَا لَهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ

آخر کار ہم نے اُن پر تبد توڑ سیلاب بھیج دیا

ذَوَاتِ الْأَكْلِ خَمَطٍ دَائِلٍ وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ

اور اُن کے پھلے دو باغوں کی جگہ دو اور

تَلِيلٍ - ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ

باغ انہیں دیے ہی میں کڑوے کیلے پھل اور

نَجَّازِي إِلَّا الْكُفُورَ -

جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑے سی

(سبا - ۱۵-۱۷)

بیریاں۔ یہ تھا اُن کے کفر کا بدلہ جو ہم نے

اُن کو دیا اور ناشکرے انسان کے سوا کیا ایسا

بدلہ ہم کسی کو دیتے ہیں؟

اس طرح قوم سبا کی داستان بعد میں آفہ والوں کے لیے عبرت کا سامان بن گئی۔ سبا کے مخلوق میں

رہنے والے شہزادے بے سرو سامانی کی حالت میں ریگستانوں میں حیران اور سرگرداں پھر رہے تھے صدیوں

تک اس المیہ کو شعراء اپنی نظموں کا موضوع بناتے رہے۔ چنانچہ اسٹی نے جس کا شمار عربی شعراء کے

طبقہ اول میں ہوتا ہے سبا کی تباہی کو بڑے دردناک الفاظ میں بیان کیا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ

نے فرمایا کہ:-

فَجَعَلْنَا هُمْ أَحَادِيثَ وَمَثَلًا لِّهَمَّ
كُلِّ مَمَرٍ - (سبا - ۱۹)

آخر کار ہم نے انہیں افسانہ بنا کر رکھ دیا
اور انہیں بالکل نثر بچتر کر ڈالا۔

قوم عاد:-

قوم نوح کے بعد عاد اپنے زمانے کی طاقتور اور متمدن قوم تصور کی جاتی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ كُنَّا إِذْ جَعَلْنَاكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ
قَوْمِ نُوحٍ - (الاعراف - ۶۸)

یاد کرو (اللہ کے فضل و انعام کو) کہ نوح
کی قوم کے بعد اس نے تم کو خلیفہ بنایا۔

عبد حاضر کی اصطلاح کے مطابق اُن کا معیار زندگی بہت بلند تھا۔ اور اس معیار زندگی کے جاہ و
جلال کا اظہار وہ بلا ضرورت بلند و بالا عمارتوں کی تعمیر سے کیا کرتے تھے جسمانی لحاظ سے بھی عاد ایک
طاقتور قوم تھی۔ قرآن کریم میں قوم عاد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصَاطَةً
اور تمہیں جسمانی ساخت میں خوب
تنو مند کیا۔ (الاعراف - ۶۸)

مگر اس بلند معیار زندگی اور جسمانی قوت کی وجہ سے وہ گھمنڈ اور تکبر کا شکار ہو گئے آخرت کی جو اب
سے غافل ہو گئے اور گونا گوں اعتقادی اور عملی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے۔ ان کے اعتقادات میں شرک
نغوذ کر گیا اور اس مکروہ بیماری نے اور بہت سی معاشرتی اور سیاسی عوارض کو جنم دیا۔ انہیں اپنے بلند معیار
زندگی کی نمود و نمائش کا اس درجہ شوق تھا کہ انہوں نے اپنی سرزمین پر کوئی ایسا بلند ٹیلہ نہ چھوڑا، جس پر
انہوں نے محض اظہار فخر کے طور پر ایک عالیشان عمارت تعمیر نہ کر دی ہو۔ قرآن کریم میں اُن کے اس شوق فضول
کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

أَتَبْتُونَهُمْ بِكُلِّ سَبِيلٍ آيَةً تَعْبَثُونَ وَيَتَحَدَّثُونَ
مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ -

یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لا حاصل
ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو۔ اور بڑے بڑے قصر

تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ (الشعراء - ۱۲۸-۱۲۹)

دوسری طرف ان کی اخلاقی پستی اور اعتقادی گمراہی کی یہ حالت تھی کہ کوئی پتھر ایسا نہیں تھا جو اُن کا مسجود نہ تھا
اور کوئی قبر ایسی نہ تھی جس سے یہ لوگ مرادیں نہ مانگتے تھے۔ دنیا کی تمام اخلاقی برائیاں ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔
قوم کے کمزور اور نچلے طبقے حکمرانوں اور رؤسا کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ کمزوروں اور غریبوں کے لیے اُن

کے دل انصاف سے خالی تھے۔ قرآن کریم کے بیان کے مطابق ان کی پڑوسی قومیں بھی ان کے جبر و تشدد اور ظلم و استیصال سے محفوظ نہ تھیں۔

اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بن کر

إِذَا بَطَشْتُمْ بَطْشَتُمْ جَبَّارِينَ

ڈالتے ہو۔

(الشعراء۔ ۱۲۰)

جب زمین قوم عاد کے گناہوں کے بوجھ سے بھر گئی اور مخلوق خدا ان کے ظلم و تشدد سے تنگ آگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی فحشاء کے لیے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان میں مبعوث کیا۔ اس قوم نے اللہ کے رسول کے ساتھ وہی سلوک کیا جو ہر بگڑی ہوئی قوم اپنے مصلحین کے ساتھ کرتی ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا:

تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

(الشعراء۔ ۱۲۱)

لیکن حق و صداقت کی اس پکار کا جواب قوم عاد نے یہ دیا کہ:-

تم نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے سب

سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَدَعَيْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ

یکساں ہے۔ یہ باتیں تو یونہی ہوتی چلی آئی

الْوَاعِظِينَ۔ اِنْ هَذَا اِلَّا خُلُقِ الْاَوَّلِينَ۔

ہیں اور ہم عذاب میں مبتلا ہونے

وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّيْنَ۔

و اے نہیں۔

(الشعراء۔ ۱۲۶-۱۲۸)

آخر کار جب ان کی سرکشی تمام حدود و پیمانہ گئی، انہوں نے ہدایت الہی کو تضحیک و استہزاء کا مسلسل نشانہ بنا لیا اور حضرت ہود بے بس ہو گئے تو اللہ نے ان کو آلیا۔ پہلے تین چار سال ان پر قحط سالی کے وارد ہوئے۔ پھر طوفان کے آثار نمودار ہونے جسے یہ لوگ بارش کے آثار سمجھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن حقیقت میں یہ وہ طوفان تھا جو اللہ کا عذاب اور قہر بن کر قوموں پر آیا کرتا ہے۔ یہ طوفان کلیجہ بھلسا دینے والی ایک تیز و تند باد صحر کی صورت میں نمودار ہوا، یہ باد صحران کی بستیوں پر بلا انقطاع آٹھ دن اور سات راتوں تک چلتی رہی۔ اس زہریلی ہوائ نے اس خطے کی تمام روئیدگی کو جلا کر رکھ کر دیا اور اس ظالم قوم کے تمام افراد اور ان کی تمام بستیوں کو پیوند خاک کر دیا۔ یہ بادِ سموم جب ختم ہوئی تو چار سو تباہی و بربادی کے ہولناک مناظر ہوئے۔ اور ہر طرف ان ظالموں کی لاشیں کھجور کے سوکھے تنوں کی طرح پچھری پڑی تھیں۔ قرآن کریم میں قوم عاد کی اس تباہی کا ذکر نہایت عبرت انگیز انداز میں کیا گیا ہے:-

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ
 قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مِّمَّنْ بَدَّلْ هَوْمًا
 أَتَّعَجَلْتُمْ بِهِ - بَرِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ -
 تَدْعُرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا - فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ
 الْإِنَّمَا أَنزَلْنَاهُ - كَذَلِكَ تَجْزِي
 الْقَوْمَ الْمَجْرُمِينَ -

(الاحقاف ۲۴-۲۵)

فَأرسلنا عليهم ريحًا صرصراً في
 أيام نحسات لئنذيقهم عذاب الخزي
 في الحياة الدنيا ولعذاب الآخرة
 أخزى وهم لا ينصرون - (م سبأ ۱۶)
 وفي عاد إذ أرسلنا عليهم الريح
 العقيم - ما تذر من شيء إلا أتت عليه

الاجعلته كالرميم (الزاريات ۲۱-۲۲)

وَأما عاد فاهلكوا بريح صرصرة عاتية تنزلها
 عليهم سبع ليالٍ وثمانية أيام حسوماً
 ففزع القوم نهباً سعياً كانوا أعماراً
 نخلاً حاويةً (الحاقة ۴-۷)

إنا أرسلنا عليهم ريحاً صرصراً
 في يوم نحسٍ مستمرٍ تنزع الناس كأنهم
 أعجاز نخيل متحعبين -

(القر ۱۹-۲۰)

اُن لوگوں نے جب اس بادل کو اپنی وادیوں کی
 طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر
 بارش برسانے گا۔ نہیں نہیں بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کی
 تم جلدی پجارہے تھے۔ ایک آندھی ہے جس میں درونا
 عذاب ہے وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تپس تپس کر
 دے گی چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ بحر ان کے گھروں کے اور
 کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔

ہم نے اُن پر ایک ہوائے تندہ ایسے دنوں میں بھیجی
 جو منحوس تھے تاکہ ہم انہیں ذیوی حیات میں رسوائی
 کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ
 رسوا کن ہے اور اُن کو کوئی مدد نہ پہنچے گی۔

اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن
 پر نامبارک آندھی بھیجی، جس پونہ ہر وہ گزرتی تھی اُس
 کو بوسیدہ کر کے رکھ دیتی تھی۔

رہے عاد تو وہ ایک تند و تیز ہوائے ہلاک کیے گئے
 جس کو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سات رات اور آٹھ دن متواتر
 مسلط رکھا تو اس قوم کو اس طرح گرہ بٹوا دیکھا کہ گویا
 وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے ہیں۔

ہم نے اُن پر ایک تندہ ہوائے بھیجی ایک مستغل نحوست
 کے دن میں اور وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ
 اکھاڑ پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں
 کے تنے ہیں۔

(باقی)

چنانچہ وادی احقاف میں آج تک نحوست برس رہی ہے۔